ایاتہا ۴۰ ﴿ سورۃ القیٰمۃ مکیۃ ۷۵ ﴿ رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

لَاۤ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ ﴿۱﴾ وَ لَاۤ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴿۲﴾ اَیَحْسَبُ
الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ﴿۳﴾ بَلٰى قٰدِرِیْنَ عَلٰۤى اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ ﴿۴﴾ بَلْ
یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِیَفْجُرَ اَمَامَهٗ ﴿۵﴾ یَسْـَٔلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ ﴿۶﴾ فَاِذَا بَرِقَ
الْبَصَرُ ﴿۷﴾ وَ خَسَفَ الْقَمَرُ ﴿۸﴾ وَ جُمِعَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ ﴿۹﴾ یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ
یَوْمَىِٕذٍ اَیْنَ الْمَفَرُّ ﴿۱۰﴾ كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿۱۱﴾ اِلٰى رَبِّكَ یَوْمَىِٕذِ الْمُسْتَقَرُّ ﴿۱۲﴾
یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَىِٕذٍۭ بِمَا قَدَّمَ وَ اَخَّرَ ﴿۱۳﴾

''میں قسم کھاتا ہوں روز قیامت کی۔ اور میں قسم کھاتا ہوں نفس لوامہ کی (کہ حشر ضرور ہوگا)۔ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم ہرگز جمع نہ کریں گے اس کی ہڈیوں کو۔ کیوں نہیں ہم اس پر بھی قادر ہیں کہ ہم اس کی انگلیوں کی پور پور درست کر دیں۔ بلکہ انسان کی خواہش تو یہ ہے کہ آئندہ بھی بدکاریاں کرتا رہے۔ (از راہ تمسخر) وہ پوچھتا ہے قیامت کب آئے گی۔ پھر جب آنکھ خیرہ ہو جائے گی۔ اور چاند بے نور ہو جائے گا۔ اور (بے نوری میں) سورج اور چاند یکساں ہو جائیں گے۔ (اس روز) انسان کہے گا کہ بھاگنے کی جگہ کہاں ہے۔ ہرگز نہیں وہاں کوئی پناہ گاہ نہیں۔ صرف آپ کے رب کے پاس ہی اس روز ٹھکانہ ہوگا۔ آگاہ کر دیا جائے گا انسان کو اس روز جو عمل اس نے پہلے بھیجے اور جو (اثرات) وہ پیچھے چھوڑ آیا''۔

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ القیامۃ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اور ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں کہ سورۃ لَاۤ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ ﴿۱﴾ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ لَاۤ اُقْسِمُ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیں بیان کرتے ہوئے فرمایا: جو کوئی یوم قیامت کے بارے میں سوال کرے۔ تو اسے چاہیے کہ یہ سورت پڑھے۔ واللہ اعلم۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور التی نزلت بمکۃ، جلد 7، صفحہ 142، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ لَآ اُقۡسِمُ بِیَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ۝ کا معنی ہے میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَآ اُقۡسِمُ بِیَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ۝ کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: تیرا رب اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہے اس کے ساتھ قسم کھاتا ہے۔ میں نے کہا وَلَآ اُقۡسِمُ بِالنَّفۡسِ اللَّوَّامَةِ۝ فرمایا: اس سے مراد ملامت کیا گیا نفس ہے۔ میں نے کہا اَیَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَلَّنۡ نَّجۡمَعَ عِظَامَهٗ۝ بَلٰى قٰدِرِیۡنَ عَلٰۤى اَنۡ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ۝ فرمایا: اگر وہ چاہتا تو وہ اسیپاؤں کا تلوایا (جانور) کا کھر بنا دیتا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لَآ اُقۡسِمُ بِیَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ۝ کے تحت فرمایا اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جس کی چاہے اس کے ساتھ قسم کھاتا ہے۔ وَلَآ اُقۡسِمُ بِالنَّفۡسِ اللَّوَّامَةِ۝ لوامہ سے مراد گناہ کرنے والا نفس ہے، فرمایا اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ قسم کھا رہا ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بِالنَّفۡسِ اللَّوَّامَةِ۝ سے مراد نفس مذمومہ ہے۔ یعنی ایسا نفس جس کی مذمت کی جائے۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بِالنَّفۡسِ اللَّوَّامَةِ۝ سے مراد ایسا نفس ہے جو خیر اور شر دونوں پر ملامت کرتا ہے وہ کہتا ہے اگر تو اس کو اس طرح کرتا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ نفس ہے کہ جو اس پر نادم ہوتا ہے جو اس سے فوت ہو جائے اور اس پر ملامت کرتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ وہ نفس جو اس پر اظہار ندامت کرتا ہے جو اس سے فوت ہو جائے اور اس پر ملامت کرتا ہو۔(5)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی الدنیا نے محاسبۃ النفس میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: بے شک بندۂ مومن کو تو نہیں دیکھے گا مگر یہ کہ وہ اپنے نفس کو ملامت کرتا رہتا ہے کہ میں نے اپنی گفتگو سے یہ ارادہ نہیں کیا۔ میں نے کھانے سے یہ ارادہ نہیں کیا اور میں نے اپنے نفس سے باتیں کرنے سے یہ ارادہ نہیں کیا اور نہ ہی میں نے مومن کو دیکھا ہے مگر اس طرح کہ وہ اسے جھڑکتا رہتا ہے اور عتاب کرتا رہتا ہے۔ اور فاجر انسان مسلسل اپنا وقت گزارتا رہتا ہے مگر اپنے نفس کو عتاب نہیں کرتا۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بَلٰى قٰدِرِیۡنَ عَلٰۤى اَنۡ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ۝ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم پوروں سے ایسی ہتھیلی بنا دیں جس میں انگلیاں نہ ہوں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 205، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 08-206

3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 08-206 4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 208 5۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 207

marfat.com

Marfat.com

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مذکورہ آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ اسے اونٹ کے پاؤں یا گدھے کے کھر کی طرح بنادیتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی خلقت کو معتدل اور انتہائی حسین و جمیل بنایا۔ اے ابن آدم! تجھے اس کے ساتھ قبض بھی کیا جاسکتا ہے اور تجھے اس کے ساتھ پھیلایا بھی جاسکتا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے عَلٰۤى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۝ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ اس کے پاؤں کو اونٹ کے پاؤں کی طرح بنادے اور وہ ان کے ساتھ کوئی کام بھی نہیں کرسکے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ اسے اونٹ کے پاؤں کی مثل موڑ دے یہاں تک کہ وہ ان سے کوئی نفع حاصل نہ کرسکے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ اس کے پاؤں کو اونٹ کے پاؤں کی طرح بنادے اور وہ ان کے ساتھ کوئی کام نہیں کرسکے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ اسے اونٹ کے پاؤں کی صورت میں لوٹادے۔ یہاں تک کہ وہ اس سے کچھ نفع حاصل نہ کرسکے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے، ہم اس پر بھی قدرت رکھتے ہیں کہ ہم اس کے ہاتھوں اور پاؤں کو اونٹ کے پاؤں کی مثل بنادیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰۤى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۝ اور پھر فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کے کھانے کو پاک کردیا ہے اور انسان کے لیے اونٹ اور گدھے کی طرح کے پاؤں اور کھر نہیں بنائے۔ پس وہ اپنے ہاتھوں سے کھاتا ہے اور وہ ان کے سبب بچ جاتا ہے اور بقیہ تمام کے تمام حیوانات زمین سے اپنے منہ کے ساتھ چرتے اور کھاتے ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ۝ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ انسان مسلسل برائی کو جاری رکھنا چاہتا ہے۔(4)

امام ابن ابی حاتم اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ وہ کافر ہے جو (یوم) حساب کو جھٹلاتا ہے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی آیت کے ضمن میں فرمایا۔ اس سے مراد آرزو اور امید ہے کہ انسان کہتا ہے: میں عمل کروں گا اور پھر توبہ کرلوں گا۔(6)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 368 (3404)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 209، داراحیاء التراث العربی بیروت　3۔ ایضاً　4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 210

5۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 211　6۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 210

marfat.com

Marfat.com

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الامل میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انسان گناہ کو مقدم کرتا ہے اور توبہ کو موخر کرتا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انسان تو چاہتا ہے کہ وہ آئندہ بھی (گناہوں پر) سوار رہے گا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں مسلسل چلتا رہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ تو جس انسان کو بھی ملے گا اس کا نفس اسے قدم بقدم اللہ تعالیٰ کی معصیت اور گناہ کی طرف کھینچ رہا ہوگا۔ سوائے ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔ اور یَسْـَٔلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ انسان پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہوگا؟(4)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے (بلکہ انسان کی خواہش تو یہ ہے کہ وہ آئندہ بھی بدکاریاں کرتا رہے) اور کہتا ہے کہ بعد میں میں توبہ کرلوں گا۔ یَسْـَٔلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ پوچھتا ہے قیامت کا دن کب ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بیان فرمایا فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ اس سے مراد موت ہے۔(5)

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ اس سے مراد موت ہے۔(6)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ بَرِقَ الْبَصَرُ سے مراد آنکھ کا چمک اٹھنا، خیرہ ہو جانا ہے۔ اور وَ خَسَفَ الْقَمَرُ سے مراد اس کی روشنی کا ختم ہو جانا ہے۔(7)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ سے مراد موت کے وقت آنکھ کا خیرہ ہو جانا ہے اور وَ خَسَفَ الْقَمَرُ وَ جُمِعَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ کے بارے کہا: کہ سورج اور چاند دونوں قیامت کے دن لپیٹ دیئے جائیں گے۔(8)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن سورج اور چاند دونوں لپیٹ دیئے جائیں گے۔(9)

ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن سورج اور چاند دونوں جمع

1۔ شعب الایمان، باب فی الزہد، جلد 7، صفحہ 384 (10673)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 210، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 211 4۔ ایضاً
5۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 448 (7232)، دار الکتب العلمیہ بیروت 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 213
7۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 214 8۔ ایضاً 9۔ ایضاً

marfat.com

Marfat.com

کیے جائیں گے اور پھر سمندر میں پھینک دیئے جائیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بہت بڑی آگ میں بدل جائے گا۔(1)

امام ابوعبید، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن خالد سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اَیْنَ الْمَفَرُّ میں میم کو نصب اور فاء کو کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور یحییٰ بن وثاب نے میم اور فاء دونوں کو نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے کتاب الاہوال میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے لَا وَزَرَ کے تحت کہا: یہاں کوئی قلعہ اور پناہ گاہ نہیں ہے(2) اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی حرز (محفوظ جگہ) نہیں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی پہاڑ نہیں ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا: مجھے لَا وَزَرَ کا مفہوم بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: اس کا معنی ہے پناہ گاہ۔ تو نافع نے کہا: کیا عربوں میں یہ معنی معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے عمرو بن کلثوم کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

لَعَمْرُکَ مَا اِنْ لَهٗ صَخْرَةٌ لَعَمْرُکَ مَا اِنْ لَهٗ مِنْ وَزَرِ

''تیری عمر کی قسم! بے شک اس کے لیے کوئی چٹان نہیں۔ اور تیری عمر کی قسم! بے شک اس کے لیے کوئی پناہ گاہ نہیں''۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے الاہوال میں، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لَا وَزَرَ کا معنی ہے کوئی قلعہ نہیں ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر، عطیہ اور ابوقلابہ رحمہم اللہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ کَلَّا لَا وَزَرَ کے ضمن میں انہوں نے کہا کہ جب عربوں کو انتہائی شدید معاملہ پیش آتا تھا تو وہ کہتے الوزد الوزیر۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے دین اسلام بھیجا تو فرمایا کَلَّا لَا وَزَرَ فرمایا کوئی پہاڑ نہیں ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ کوئی آدمی اپنے جانوروں میں ہوتا تھا تو اچانک گھوڑا اس کے پاس آتا۔ تو اس کا مالک اسے کہتا: الوزد الوزیر یعنی پہاڑ کا قصد کر اور وہاں محفوظ ہو جا۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس کا معنی ہے کوئی پہاڑ نہیں۔(4)

امام عبد بن حمید نے حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے: نہ کوئی غار ہے اور نہ ہی کوئی پناہ گاہ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے کوئی بچانے والا پہاڑ نہیں ہے۔

ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لَا وَزَرَ کا معنی ہے کوئی پہاڑ نہیں۔ یہ بنی حمیر کی لغت ہے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 215، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 216

3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 217 5۔ ایضاً

marfat.com

Marfat.com

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مطرف رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے کوئی پہاڑ نہیں۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ لَا وَزَرَ ﴿۱۱﴾ کا مفہوم ہے نہ کوئی پہاڑ نہ کوئی حرز، نہ کوئی پناہ ہے اور نہ کوئی نجات دلانے والا۔ اِلٰی رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ ﴿۱۲﴾ کہ آج کے دن تیرے رب کی طرف ہی انتہا ہے۔ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۢ بِمَا قَدَّمَ فرمایا: اس دن انسان کو آگاہ کیا جائے گا جو کچھ اس نے اطاعت الٰہی میں سے آگے بھیجا۔ واخر فرمایا اور جو کچھ اس نے اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے ضائع کیے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انسان کو اپنے عمل کی ابتداء اور اس کی انتہاء سے آگاہ کیا جائے گا۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے ضمن میں بیان کیا ہے کہ انسان نے جو کچھ گناہوں، شر اور خطاؤں سے آگے بھیجا اور جو کچھ خیر اور نیکی میں سے پیچھے چھوڑا اسے آگاہ کیا جائے گا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انسان نے اپنے اعمال میں سے جو آگے بھیجے اور جو اچھا یا برا طریقہ چھوڑا جس کے مطابق اس کے بعد عمل کیا گیا سب کے بارے اسے آگاہ کیا جائے گا۔(4)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ انسان کو ان اعمال کے بارے آگاہ کیا جائے گا جو اس نے اپنی موت سے پہلے کیے۔ اور جو سنت اور طریقہ اس نے چھوڑا اور اس کے مطابق عمل اس کی موت کے بعد کیا گیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو نیکی اس نے آگے بھیجی یا جو اچھا راستہ پیچھے چھوڑا جس کے مطابق اس کے بعد عمل کیا گیا یعنی عمل جو اس نے کسی کو سکھایا یا صدقہ جس کے بارے اس نے حکم دیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انسان کو آگاہ کیا جائے گا اس معصیت اور گناہ کے بارے جو اس نے آگے بھیجے اور جو اطاعت و نیکی اس نے پیچھے چھوڑی۔(5)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے کتاب المحتضرین میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ملک الموت علیہ السلام کراماً کاتبین کے ساتھ انسان کے پاس آتے ہیں اور اس پر خیر و شر سب پیش کرتے ہیں۔ پس جب وہ نیکی دیکھتا ہے تو وہ خوش ہو جاتا ہے اور چمک اٹھتا ہے۔ اور جب وہ برائی دیکھتا ہے تو ذلت سے جھک جاتا ہے اور غمے ہو جاتا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ مومن کی جان نہیں نکلتی یہاں تک کہ اس پر اس کا عمل خیر ہو نا یا شر سب پیش کر دیا جاتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 216، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 19-217

3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 219 4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 218 5۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 219

marfat.com

Marfat.com

بَلِ الۡاِنۡسَانُ عَلٰی نَفۡسِہٖ بَصِیۡرَۃٌ ﴿۱۴﴾ وَّ لَوۡ اَلۡقٰی مَعَاذِیۡرَہٗ ﴿۱۵﴾ لَا تُحَرِّکۡ بِہٖ لِسَانَکَ لِتَعۡجَلَ بِہٖ ﴿۱۶﴾ اِنَّ عَلَیۡنَا جَمۡعَہٗ وَ قُرۡاٰنَہٗ ﴿۱۷﴾ فَاِذَا قَرَاۡنٰہُ فَاتَّبِعۡ قُرۡاٰنَہٗ ﴿۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا بَیَانَہٗ ﴿۱۹﴾

''بلکہ انسان خود بھی اپنے نفس کے احوال پر نظر رکھتا ہے۔ خواہ وہ (زبان سے ہزار) بہانے بناتا ہے۔ (اے حبیب!) آپ حرکت نہ دیں اپنی زبان کو اس کے ساتھ تاکہ آپ جلدی یاد کرلیں اس کو۔ ہمارے ذمہ ہے اس کو (سینہ مبارک میں) جمع کرنا اور اس کو پڑھانا۔ پس جب ہم اسے پڑھیں تو آپ اتباع کریں اسی پڑھنے کا۔ پھر ہمارے ذمہ ہے اس کو کھول کر بیان کردینا''۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بَلِ الۡاِنۡسَانُ عَلٰی نَفۡسِہٖ بَصِیۡرَۃٌ ﴿۱۴﴾ کی تفسیر میں آپ نے فرمایا کہ انسان اپنے نفس پر بذات خود شاہد ہے۔ وَّ لَوۡ اَلۡقٰی مَعَاذِیۡرَہٗ ﴿۱۵﴾ فرمایا اگرچہ وہ عذر پیش کرتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ بَلِ الۡاِنۡسَانُ عَلٰی نَفۡسِہٖ بَصِیۡرَۃٌ ﴿۱۴﴾ کہ انسان نفس کے اعمال کے سبب اس پر شاہد ہے۔ وَّ لَوۡ اَلۡقٰی مَعَاذِیۡرَہٗ ﴿۱۵﴾ اگر اس دن جھوٹے اور باطل عذر پیش کیے۔ تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے کچھ بھی قبول نہیں کرے گا۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے: اگر نفس سے وہ جھگڑ پڑے تو وہ اس پر نظر رکھے ہوئے ہے۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ سے بیان کیا ہے کہ مَعَاذِیۡرَہٗ ﴿۱۵﴾ سے مراد حجت اور دلیل ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عمران بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: بَلِ الۡاِنۡسَانُ عَلٰی نَفۡسِہٖ بَصِیۡرَۃٌ ﴿۱۴﴾ وَّ لَوۡ اَلۡقٰی مَعَاذِیۡرَہٗ ﴿۱۵﴾ وہ خاموش رہے اور وہ مسواک کررہے تھے۔ پھر میں نے کہا: حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا ہے: اے ابن آدم! تیرا عمل تیرے ساتھ زیادہ حق رکھتا ہے۔ تو حضرت عکرمہ نے کہا: تو نے سچ کہا ہے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 21-220، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 203 (35353)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 370 (3411)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 221 5۔ ایضاً

marfat.com

Marfat.com

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے اسی آیت کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جب تو چاہے کہ تو لوگوں کے عیوب دیکھنے لگے تو تو اپنے عیب سے غافل ہو جائے گا۔ فرمایا: کہا جاتا ہے کہ انجیل میں لکھا ہوا ہے۔ اے ابن آدم! کیا تو اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا دیکھ لیتا ہے اور اپنی آنکھ میں پڑنے والا شہتیر بھی نہیں دیکھ سکتا؟

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انسان اپنی کان، اپنے آنکھ، اپنے ہاتھ، اپنے پاؤں اور دیگر جوارح پر نظر رکھتا ہے۔ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ۝ خواہ وہ اپنے کپڑوں سے ننگا ہو۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مَعَاذِيْرَهٗ۝ سے مراد اہل یمن کی لغت میں اس کا پردہ اور ستر ہے۔

امام طیالسی، امام احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے مصاحف میں، طبرانی، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزول قرآن کے وقت اس کی بڑی شدت کے ساتھ مشق کرتے تھے اور اپنی زبان اور ہونٹوں کو اس خوف سے تیزی سے حرکت دیتے تھے کہ کوئی لفظ اس سے چھوٹ نہ جائے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے حفظ اور یاد کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ۝ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ۝ فرمایا: اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اسے آپ کے سینے میں راسخ کرنا ہمارے ذمے ہے۔ ہم اسے جمع کر دیں گے پھر اسے پڑھنا۔ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ جب ہم اسے آپ پر نازل کریں۔ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ۝ تو اسے کان لگا کر سنیں اور خاموش رہیں۔ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ۝ آپ اسے اپنی زبان کے ساتھ بیان کریں۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اس کی قرأت کریں۔ پھر اس کے بعد جب بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام آتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر جھکا دیتے تھے۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: آپ غور سے سنتے۔ اور جب وہ چلے جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا ہے۔(2)

امام ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب قرآن کریم نازل ہوتا تھا۔ تو آپ اس کی قرأت میں جلدی کرتے، تا کہ آپ اسے یاد کر لیں۔ تو پھر آپ پر یہ آیت نازل ہوئی: لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ختم سورت کے بارے نہیں جانتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کے بارے اس کے بھول جانے کے خوف سے قطعاً کوتاہی اور سستی نہیں کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ۝ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ بے شک ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اسے آپ کے لیے جمع کر دیں۔ وَقُرْاٰنَهٗ۝ اور آپ کو پڑھانا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 21-220، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ صحیح بخاری، باب بدء الوحی، جلد 1، صفحہ 45، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

(ہمارے ذمہ ہے) سو آپ نہیں بھولیں گے۔ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ پس جب ہم آپ پر اسے پڑھیں فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ جب آپ پر تلاوت کی جائے تو آپ قرأت میں اس کی اتباع کیجئے ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿۱۹﴾ پھر اس کے حلال وحرام کو بیان کرنا ہمارے ذمہ ہے اور یہی اس کا بیان ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب قرآن کریم نازل ہوتا تھا تو آپ اس کی قرأت میں تیزی کرتے تا کہ آپ اسے یاد کرلیں، تو آپ پر یہ آیت نازل ہوئی: لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ کے ختم ہونے کو نہیں جانتے تھے یہاں تک کہ آپ پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نازل ہوئی۔(2)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم سے کوتاہی نہ فرماتے تھے اس خوف سے کہ آپ اسے بھول جائیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ اپنی زبان کو اس کے ساتھ حرکت نہ دیں اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ اسے آپ کے لیے جمع کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ وَ قُرْاٰنَهٗ اور یہ کہ آپ اسے پڑھیں گے تو آپ بھولیں گے نہیں فَاِذَا قَرَاْنٰهُ پس جب ہم اسے آپ پر پڑھیں فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب یہ آپ پر تلاوت کیا جائے تو آپ اس میں جو کچھ موجود ہے اس کا اتباع کریں ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ۔ فرماتا ہے: پھر اس کے حلال وحرام کو بیان کرنا ہمارے ذمہ ہے اور یہی اس کا بیان ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ذکر کی ہے: فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فرمایا جب ہم اسے بیان کردیں فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ تو آپ اس کے مطابق عمل کیجئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ کے تحت کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نسیان کے خوف سے قرآن کو یاد کرتے رہتے تھے تو آپ کو کہا گیا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے ہم آپ کو کافی ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح تفسیر بیان کی ہے: لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۶﴾ کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھول جانے کے خوف سے قرآن کریم یاد کرنے کے لیے اپنی زبان اقدس کو تیزی سے حرکت دیتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی جو آپ سن رہے ہیں: اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۷﴾ بے شک اسے یاد کرانا اور اسے مرتب کرانا ہمارے ذمہ ہے۔ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ اللہ تعالیٰ فرمار ہا ہے کہ آپ اس کے حلال کی اتباع کریں اور اس کے حرام سے اجتناب کریں ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿۱۹﴾ فرمایا: اس کے حلال وحرام اور اس کی طاعت و معصیت کا بیان ہمارے ذمہ ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 26-223، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 222

3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 26-223 4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 226 5۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 224

marfat.com

Marfat.com

كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿٢٠﴾ وَ تَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿٢١﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾ وَ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۭ بَاسِرَةٌ ﴿٢٤﴾ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿٢٥﴾

"ہرگز نہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تم محبت کرتے ہو جلدی ملنے والی (نعمت) سے۔ اور چھوڑ رکھا ہے تم نے آخرت کو۔ کئی چہرے اس روز تروتازہ ہوں گے۔ اور اپنے رب کے (انوار جمال) کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔ اور کئی چہرے اس دن اداس ہوں گے۔ خیال کرتے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ سلوک ہوگا"۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ یہ آیت اس طرح پڑھتے تھے: كَلَّا بَلْ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ۔

امام عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے تُحِبُّوْنَ اور تَذَرُوْنَ دونوں کو تاء کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اکثر لوگوں نے عجلت کو پسند کیا ہے۔ سوائے ان کے جن پر اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا اور انہیں محفوظ رکھا۔

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿٢٠﴾ کے تحت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ دنیا نے اپنی چمک اور منافع ان کے لیے جلدی پیش کر دیئے اور آخرت ان سے غائب ہوگئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس دن کئی چہرے نرم و ملائم اور تروتازہ ہوں گے۔

امام ابن منذر، آجری نے الشریعہ میں، لالکائی نے السنۃ میں اور بیہقی نے الرؤیۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس دن کئی چہرے انتہائی حسین ہوں گے۔ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾ فرمایا: وہ اپنے خالق کا دیدار کریں گے۔

امام ابن منذر اور آجری رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی سے اسی آیت کے ضمن میں بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دیدار کے لیے ان چہروں کو حسین و جمیل اور تروتازہ کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور لالکائی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اس دن کچھ چہرے انتہائی مسرور اور خوش ہوں گے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس دن کچھ چہرے اپنے اندر پائی جانے والی نعمت کے سبب پررونق ہوں گے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾ کا معنی سفید اور صاف ہونا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 228، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

اور اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کے چہرۂ قدرت کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

امام ابن منذر، آجری، لالکائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس دن کچھ چہرے نعمتوں کے سبب کھلے ہوں گے اور تروتازہ ہوں گے اور وہ اللہ کی طرف پورے انہماک سے دیکھ رہے ہوں گے۔

امام دار قطنی، آجری، لالکائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ نَاظِرَةٌ سے مراد حسن ہے، یعنی وہ چہرے اپنے رب کی طرف دیکھیں گے تو اس کے نور سے تروتازہ ہو جائیں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اس دن کچھ چہرے انتہائی حسین ہوں گے اور وہ خالق کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ کا معنی ہے اس دن کچھ چہرے انتہائی مسرور اور خوش ہوں گے۔ اور اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ کے تحت فرمایا: تو اس نور کی طرف دیکھ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی آنکھوں میں عطا فرمایا کہ اگر جن وانس، چوپائے اور ہر وہ شے جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا، تمام مخلوق خدا کی آنکھوں کا نور رکھا جائے اور وہ ان کی آنکھوں کا نور اپنے بندوں میں سے کسی بندے کی دونوں آنکھوں میں رکھ دے اور پھر سورج سے ایک پردہ اٹھا دیا جائے حالانکہ اس کے ستر پردے ہیں تو وہ انسان سورج کی طرف دیکھنے پر قادر نہ ہوگا اور سورج کرسی کے نور کے ستر اجزاء میں سے ایک جز ہے اور کرسی نور عرش کے ستر اجزاء میں سے ایک جز ہے۔ اور عرش نور الستر کے ستر اجزاء میں سے ایک جز ہے۔ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دیکھو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی آنکھ میں کتنا نور عطا فرمایا ہے کہ وہ رب کریم کے چہرۂ قدرت کا ظاہراً دیدار کرے گا۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس دن بعض چہرے اپنے رب کا دیدار کر رہے ہوں گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ اپنے رب کی طرف دیکھیں گے لیکن یہ دیدار بلا کیف، بلا حد محدود اور بغیر کسی معین اور معلوم صفت کے ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، آجری نے الشریعہ میں دار قطنی نے الرؤیہ میں، حاکم، ابن مردویہ، لالکائی نے السنۃ میں اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک اہل جنت میں سے ادنیٰ درجہ اس کے لیے ہوگا جو اپنے باغات، ازواج، نعمتوں، خدام اور اپنے بچھے ہوئے پلنگوں کی جانب ہزار برس کی مسافت سے دیکھے گا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان میں سے سب سے زیادہ مکرم اور مقرب وہ ہوگا جو اس کے چہرۂ قدرت کا صبح وشام دیدار کرے گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ فرمایا: نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ مراد سفید اور صاف شفاف ہے۔ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ وہ ہر روز اپنے رب کے چہرۂ قدرت کی طرف دیکھیں گے۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 228، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 402 (3330)، دار الحدیث قاہرہ

marfat.com

Marfat.com

امام عبدالرزاق، امام احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، نسائی، دار قطنی نے الرؤیۃ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کا دیدار کریں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں سورج کو دیکھنے میں کوئی مشکل پیش آتی ہے جس کے آگے بادل نہ ہو؟ انہوں نے عرض کی: نہیں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ نے فرمایا: بے شک تم قیامت کے دن پروردگار عالم کو اسی طرح دیکھو گے۔ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو جمع فرمائے گا اور کہے گا جو کوئی کسی کی عبادت کرتا تھا تو اسے چاہیے کہ وہ اسی کی اتباع کرے۔ پس جو سورج کی عبادت کرتے تھے وہ سورج کی اتباع کریں گے جو چاند کی پوجا کرتے تھے وہ چاند کے پیچھے ہو جائیں گے اور جو بتوں کی پوجا کرتے تھے وہ ان کے پیچھے ہو جائیں گے۔ پس یہ امت باقی رہ جائے گی، اس میں منافقین بھی ہوں گے۔ سو اللہ تعالیٰ ان کے پاس اس صورت کے سوا جسے وہ پہچانتے ہیں ایک دوسری صورت میں آئے گا اور فرمائے گا: میں تمہارا رب ہوں۔ تو وہ کہیں گے: ہم تجھ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ ہم اسی مکان پر ہیں یہاں تک کہ ہمارا رب آئے گا۔ پس جب ہمارا رب تشریف لائے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس صورت میں ان کے پاس آئے گا جسے وہ پہچانتے ہیں اور فرمائے گا: میں تمہارا رب ہوں۔ تو وہ کہیں گے تو ہمارا رب ہے۔ پس وہ اس کی اتباع کریں گے اور جہنم پر پل بچھائی جائے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے پہلا میں ہوں گا جو اسے عبور کروں گا۔ اور اس دن رسل علیہم السلام یہ دعا کر رہے ہوں گے اللھم سلم سلم۔ (اے اللہ! سلامتی کے ساتھ گزار دے، سلامتی کے ساتھ گزار دے) اور اس میں سعدان کے کانٹوں کی طرح کنڈے ہوں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی اس کی عظمت کی مقدار کو نہیں جانتا۔ پس وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے سبب کھینچ لے گی۔ ان میں سے کوئی اپنے عمل کے سبب ہلاک ہو جائے گا اور کوئی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر دوزخ میں گر جائے گا۔ پھر وہ نجات پا جائے گا یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے سے فارغ ہو جائے گا۔ اور جہنم سے اسے نکالنا چاہے گا جسے اس نے نکالنے کا ارادہ کیا، ان میں سے جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دیتے تھے۔ تو وہ ملائکہ کو حکم فرمائے گا کہ وہ انہیں نکال لائیں۔ پس وہ انہیں سجدوں کے نشان سے پہچان لیں گے اور وہ انہیں نکال لائیں گے۔ حالانکہ وہ جل چکے ہوں گے، پھر ان پر پانی انڈیلا جائے گا اسے ماء الحیاۃ کہا جاتا ہے۔ پس وہ حسین وجمیل صورت میں دانے کے اگنے کی طرح نکل آئیں گے۔ ایک آدمی باقی رہ جائے گا جو جہنم کی طرف اپنا منہ کیے ہوگا۔ تو وہ کہے گا: اے میرے پروردگار! اس کی بو نے مجھے تکلیف اور مشقت میں ڈال رکھا ہے اور اس کی حرارت نے مجھے جلا دیا ہے۔ تو میرا چہرہ آگ سے پھیر دے۔ وہ مسلسل اللہ تعالیٰ سے التجاء کرتا رہے گا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اگر میں نے تجھے یہ عطا کر دیا تو تو مجھ سے کوئی اور سوال کرنے لگے گا۔ تو وہ عرض کرے گا تیری عزت کی قسم! میں اس کے سوا تجھ سے کوئی سوال نہیں کروں گا۔ چنانچہ اس کا چہرہ آگ سے پھیر دیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد وہ کہے گا: اے میرے رب! مجھے جنت کے دروازے کے قریب کر دے۔ تو رب کریم فرمائے گا کیا تو نے یہ یقین نہیں دلایا تھا کہ تو اس کے سوا کچھ نہیں مانگے گا؟ اے ابن آدم! تیری ہلاکت ہو۔ تو کتنا عہد توڑنے والا ہے۔ وہ مسلسل التجا کرتا رہے گا۔ پھر رب کریم فرمائے گا مجھے یقین ہے اگر میں نے

marfat.com

Marfat.com

تیری یہ خواہش پوری کر دی تو تو مجھ سے اس کے سوا کوئی اور مانگنے لگے گا۔ تو وہ کہے گا تیری عزت کی قسم! میں اس کے سوا کوئی سوال نہیں کروں گا۔ پس اللہ تعالیٰ اس سے اس پر عہد و پیمان لے لے گا کہ وہ اس کے سوا کوئی سوال نہیں کرے گا اور پھر اسے جنت کے دروازے کے قریب کر دے گا اور جب تک وہ مناسب خیال کرے گا وہ خاموش رہے گا اور جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ خاموش رہے گا۔ اور پھر کہے گا اے میرے رب! مجھے جنت میں داخل کر دے۔ تو رب کریم فرمائے گا کیا تو نے یقین نہیں دلایا تھا کہ اس کے سوا کوئی سوال نہیں کرے گا۔ اے ابن آدم! تیری ہلاکت ہو تو کتنا دھوکے باز ہے۔ پھر وہ کہے گا: اے میرے رب! تو مجھے اپنی مخلوق سے بدبخت اور شقی نہ بنا دے۔ وہ مسلسل دعا مانگتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی شان قدرت کے مطابق مسکرا دے گا۔ پس جب وہ مسکرائے گا تو ساتھ ہی اسے جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے دے گا۔ جب وہ داخل ہو جائے گا تو اسے کہا جائے گا تو کسی خواہش کا اظہار کر۔ چنانچہ وہ آرزو پیش کرے گا۔ پھر اسے کہا جائے گا تو کوئی آرزو کر۔ وہ پھر اپنی خواہش کا اظہار کرے گا (یہ سلسلہ چلتا رہے گا) یہاں تک کہ آرزوئیں ختم ہو جائیں گی۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ تیرے لیے ہے اور اس کی مثل اس کے ساتھ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ آدمی جنت میں داخل ہونے کے اعتبار سے اہل جنت میں سے آخری ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس حدیث میں سے کوئی شے تبدیل نہیں کی یہاں تک کہ وہ اس قول تک پہنچ گئے "ھٰذَا لَكَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ" اس پر حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے "ھٰذَا لَكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ" یہ تیرے لیے ہے اور اس کی مثل دس اور بھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تو یہ لفظ یاد کیے ہیں "وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ" (1)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے الرؤیۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا چودھویں چاند کی رات تمہیں چاند دیکھنے میں کوئی مشکل اور تکلیف پیش آتی ہے جب کہ وہ بادل میں نہ ہو؟ لوگوں نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ! ﷺ۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا تمہیں دوپہر کے وقت سورج کو دیکھنے میں کوئی مشکل پیش آتی ہے جب کہ وہ بادل میں نہ ہو؟ تو لوگوں نے کہا: نہیں یا رسول اللہ! ﷺ تو آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! تمہیں اپنے رب کریم کی رؤیت میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ سو اللہ تعالیٰ بندے سے ملاقات فرمائے گا اور فرمائے گا اے میرے بندے! کیا میں نے تجھے عزت و احترام نہیں دیا؟ کیا میں نے تجھے سرداری نہیں دی؟ کیا میں نے تجھے جوڑا نہیں بنایا؟ کیا میں نے تیرے لیے گھوڑے اور اونٹ مسخر نہیں کیے؟ اور کیا میں نے تجھے رئیس اور سردار نہیں کر چھوڑا ہے؟ تو بندہ عرض کرے گا ہاں اے میرے رب! پھر فرمائے گا آج کے دن میں تجھے بھلا دوں گا جیسے تو نے مجھے بھلا دیا پھر وہ دوسرے سے ملاقات فرمائے گا اور اسے کہے گا کیا میں نے تجھے سردار نہیں بنایا؟ کیا میں نے تجھے جوڑا نہیں بنا

1۔ صحیح مسلم، باب الرؤیۃ، جلد 1، صفحہ 100، وزارت تعلیم اسلام آباد

marfat.com

Marfat.com

دیا؟ کیا میں نے تیرے لیے گھوڑے اور اونٹ مسخر نہیں کیے؟ اور تجھے رئیس اور سردار نہیں کر چھوڑا؟ تو وہ عرض کرے گا: ہاں (یہ درست ہے) اے میرے رب! رب کریم فرمائے گا: کیا تیرا گمان تھا کہ تو مجھ سے ملاقات کرے گا؟ وہ کہے گا: نہیں اے میرے رب! تو رب کریم فرمائے گا: آج کے دن میں تجھے اسطرح بھلادوں گا جیسے تو نے مجھے بھلائے رکھا۔ فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ تیسرے آدمی سے ملاقات فرمائے گا اور اسے کہے گا: تو کون ہے؟ تو وہ عرض کرے گا میں تیرا بندہ ہوں۔ میں تجھ پر اور تیرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور تیری کتاب پر ایمان لایا۔ میں نے روزے رکھے، نماز پڑھی اور صدقہ کرتا رہا۔ وہ استطاعت کے مطابق احسن انداز میں حمد وثنا بیان کرے گا۔ تو اسے کہا جائے گا: کیا ہم تیرے خلاف گواہ نہ لے آئیں۔ تو وہ دل میں سوچنے لگے کہ کون ہے جو میرے خلاف شہادت دے گا؟ فرمایا: پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کی ران سے کہا جائے گا: تو بول۔ چنانچہ اس کی ران، اس کا گوشت اور اس کی ہڈی اعمال کے بارے گفتگو کریں گے جو اعمال وہ منافق کرتا رہا۔ وہ اپنی جانب سے عذر پیش کرے گا۔ اسی کے سبب اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہو جائے گا۔ پھر ایک ندا دینے والا ندا دے گا: سنو! ہر جماعت اس کی اتباع کرے جس کی وہ عبادت کرتی رہی۔ پس شیطان کے دوست شیطان کے پیچھے ہو جائیں گے اور یہودی اور عیسائی اپنے دوستوں کے پیچھے جہنم کی طرف چلیں گے۔ پھر اے مومنو! ہم باقی رہ جائیں گے۔ پھر ہمارا رب اپنی شان کے مطابق تشریف لائے گا۔ اور وہ ہمارا رب ہے۔ وہ فرمائے گا: یہ لوگ کیوں کھڑے ہیں؟ تو وہ عرض کریں گے ہم اللہ تعالیٰ کے مومن بندے ہیں۔ ہم نے اس کی عبادت کی اور وہ ہمارا رب ہے۔ وہی ہمارے پاس آئے گا اور ہمیں چلائے گا اور ہمارا مقام تو یہی ہے۔ تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: میں ہی تمہارا رب ہوں۔ پس تم چلو۔ پھر پل صراط بچھائی جائے گی۔ اس پر آگ کے کنڈے ہوں گے جو لوگوں کو کھینچ لیں گے اور پکڑ لیں گے۔ تو اس وقت شفاعت کی اجازت ہوگی۔ اے اللہ! سلامتی کے ساتھ گزار دے۔ پس جب وہ پل کو عبور کرلے گا اور جس نے اس مال میں سے جس کا وہ مالک ہے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیا ہوگا جنت کا ہر خازن اسے پکارے گا۔ اے اللہ کے بندے! اے مسلم! یہ خیر اور نیکی ہے۔ تو آگے آ جا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ اس بندے کے بارے جانتے ہیں جسے ایک دروازے سے بلایا جائے گا اور وہ دوسرے سے داخل ہوگا؟ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کندھے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! میں امید کرتا ہوں کہ تو ان میں سے ہے۔ "فَضَرَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْكِبَهٗ وَقَالَ: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ"(1)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے الرؤیہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اولین وآخرین کو جمع فرمائے گا تو رب کریم اپنی شان کے مطابق مومنین کے پاس آئے گا اور ان پر وقوف فرمائے گا، مومنین ایک ٹیلے (بلند مقام) پر ہوں گے۔ تو رب کریم فرمائے گا: کیا تم اپنے رب عزوجل کو پہچانتے ہو؟ تو وہ عرض کریں گے: اگر ہم نے اس کی ذات کو جان لیا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ دوبارہ انہیں فرمائے گا کیا

1۔ عمدۃ التفسیر ابن اثیر، جلد 8، صفحہ 3669، دار ابن حزم دمشق

marfat.com

Marfat.com

تم اپنے رب کو پہچانتے ہو؟ تو وہ کہیں گے: اگر ہم نے اس کی ذات کو جان لیا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے لیے تجلی فرمائے گا اور ان کے سامنے اپنی شان قدرت کے مطابق مسکرائے گا۔ وہ اس کے لیے سجدے میں گر پڑیں گے۔

امام نسائی اور دار قطنی رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے اور دار قطنی نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم اپنے رب کا دیدار کریں گے؟ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس دن سورج کو دیکھتے ہو جس میں بادل نہ ہو اور تم ایسی رات میں چاند کو دیکھتے ہو جس میں بادل نہ ہو؟ میں نے عرض کی: ہاں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ عنقریب تم اپنے رب کا دیدار کرو گے۔ یہاں تک کہ تم میں سے کوئی اپنے رب کے ساتھ سوال و جواب کرے گا اور وہ فرمائے گا: اے میرے بندے! کیا تو فلاں فلاں گناہ کو پہچانتا ہے؟ تو وہ عرض کرے گا کیا تم نے میری مغفرت نہیں فرمادی؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میری مغفرت کے سبب ہی تو اس مقام تک پہنچا ہے۔ (1)

امام دار قطنی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم قیامت کے دن اللہ عزوجل کو اس طرح دیکھو گے جس طرح تم لیلۃ البدر کو چاند دیکھتے ہو یا جس طرح تم سورج کو دیکھتے ہو جب کہ اس کے سامنے بادل نہ ہو۔

امام احمد، عبد بن حمید اور دار قطنی رحمہم اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے عام تجلی فرمائے گا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے خاص تجلی فرمائے گا۔

امام احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم دار قطنی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کا دیدار کریں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا صاف دن میں دوپہر کے وقت سورج دیکھنے میں تمہیں کوئی مشکل پیش آتی ہے جس دن بادل نہ ہوں؟ ہم نے عرض کی۔ نہیں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا تمہیں ایسی صاف لیلۃ البدر میں چاند دیکھنے میں کوئی دقت ہوتی ہے جس میں بادل نہ ہوں۔ تمام نے عرض کی: نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دیدار میں تمہیں مشکل پیش نہیں آئے گی۔ جیسا کہ ان دو میں سے کسی کو دیکھنے میں کوئی مشکل لاحق نہیں ہوتی۔ (2)

امام عبد بن حمید، دار قطنی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام امتوں کو ایک سرزمین میں جمع فرمائے گا۔ اور جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے درمیان تفریق ڈالنے کا ارادہ فرمائے گا تو وہ ہر قوم کے لیے اس شے کا نمونہ بنائے گا جس کی وہ عبادت کرتے تھے۔ پس وہ ان کی اتباع کریں گے یہاں تک کہ وہ انہیں جہنم میں پھینک دیں گے۔ پھر ہمارا رب ہماری طرف متوجہ ہوگا اور اس وقت ہم ایک بلند جگہ پر ہوں گے اور فرمائے گا: تم کون ہو؟ سب جواباً عرض کریں گے: ہم مسلمان ہیں۔ پھر وہ فرمائے گا:

1۔ کنز العمال، جلد 14، صفحہ 450 (39217)، مکتبۃ التراث حلب

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الاہوال، جلد 4، صفحہ 626 (8736)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

تم کیا انتظار کر رہے ہو؟ تو وہ عرض کریں گے ہم اپنے رب عزوجل کا انتظار کر رہے ہیں۔ تو رب کریم فرمائے گا: کیا تم اسے پہچانتے ہو کہ تم اسے دیکھ لو گے؟ تو وہ عرض کریں گے: ہاں۔ تو پھر رب کریم فرمائے گا: تم اسے کیسے پہچانو گے حالانکہ تم نے اسے دیکھا نہیں؟ تو وہ عرض کریں گے: ہم اسے پہچان لیں گے کیونکہ اس کی کوئی نظیر و مثیل نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ مسکراتے ہوئے ہمارے لیے ظاہر ہو جائے گا اور پھر فرمائے گا: اے مسلمانوں کے گروہ! تم خوش ہو جاؤ۔ کیونکہ تم میں سے کوئی ایک بھی نہیں ہے مگر میں نے اس کی جگہ کوئی یہودی یا عیسائی جہنم میں ڈال دیا ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر قوم کے لیے اس شے کا مجسمہ بنایا جائے گا جس کی دنیا میں وہ عبادت کرتے رہے تھے اور صرف اہل توحید (ایک خدا کو ماننے والے) باقی رہ جائیں گے۔ تو ان سے کہا جائے گا: تم کیا انتظار کر رہے ہو حالانکہ لوگ چلے گئے ہیں؟ تو وہ جواب دیں گے: بے شک ہمارا ایک رب ہے۔ ہم دنیا میں اس کی عبادت کرتے رہے ہیں، ہم نے اسے دیکھا نہیں، وہ فرمائے گا کیا تم اسے پہچان لو گے جب تم اسے دیکھ لو؟ تو وہ جواب دیں گے ہاں۔ تو پھر ان سے پوچھا جائے گا: تم اسے کیسے پہچانو گے حالانکہ تم نے اسے دیکھا تک نہیں؟ تو وہ کہیں گے: بلاشبہ اس کی کوئی شبیہ و مثیل نہیں ہے۔ فرمایا پس ان کے لیے حجاب اٹھا دیا جائے گا اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف دیکھیں گے اور اس کے لیے سجدہ میں گر جائیں گے۔ اور وہ قومیں باقی رہ جائیں گی ان کی پیٹھیں گائے کے سینگوں کی مثل ہوں گی۔ وہ سجدہ کا ارادہ کریں گے مگر استطاعت نہیں رکھیں گے۔ پس اسی کے بارے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: **يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ** ﴿۴۲﴾ (القلم) اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے میرے بندو! اپنے سروں کو اٹھاؤ، میں نے تم میں سے ہر آدمی کے بدلے یا اس کے فدیہ کے طور پر یہودیوں یا عیسائیوں میں سے ایک آدمی جہنم میں ڈال دیا ہے۔

امام دارقطنی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی ایک بھی نہیں ہے مگر وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار علیحدہ اور تنہا کرے گا۔ جیسا کہ تم میں سے ہر ایک لیلۃ البدر کو علیحدہ علیحدہ چاند کا مشاہدہ کرتا ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن تم میں سے ہر ایک کے ساتھ علیحدہ علیحدہ سوال و جواب کرے گا۔ یہاں تک کہ تم اس سے بھی زیادہ اس کے قریب ہو جاؤ گے۔ اس وقت انہوں نے ایک قریب شے کی طرف اشارہ کیا۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کا دن وہ پہلا دن ہوگا جس میں کوئی آنکھ اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیدار کرے گی۔

امام احمد، مسلم اور دارقطنی رحمہم اللہ نے حضرت ابوالزبیر رحمہ اللہ کی سند سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ورود کے متعلق سوال کرتے ہوئے سنا تو انہوں نے کہا: ہم قیامت کے دن لوگوں کے اوپر ایک بلند جگہ پر ہوں گے۔ تو امتوں کو ان کے بتوں اور جن کی وہ عبادت کرتے تھے ان کے سمیت بلایا جائے گا۔ پس بالترتیب کے بعد

marfat.com

Marfat.com

دیگرے وہ بلائی جائیں گی۔ پھر اس کے بعد ہمارا رب ہماری طرف متوجہ ہوگا اور فرمائے گا تم کس کا انتظار کر رہے ہو؟ تو وہ کہیں گے ہم اپنے رب کا انتظار کر رہے ہیں۔ تو وہ فرمائے گا: میں تمہارا رب ہوں۔ تو وہ کہیں گے: یہاں تک کہ ہم تیرا دیدار کر لیں۔ تو رب کریم ان کے لیے تجلی فرمائے گا، مسکرائے گا اور ان کے ساتھ چلے گا اور وہ اس کی اتباع اور پیروی کریں گے اور ان میں سے ہر انسان کو نور عطا فرمائے گا۔(1)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارا رب ہمارے سامنے ظہور فرمائے گا اور لوگ اس کے چہرۂ قدرت کا نظارہ کریں گے اور اس کے لیے سجدہ میں گر جائیں گے۔ تو وہ فرمائے گا: تم اپنے سروں کو اٹھالو۔ کیونکہ یہ دن عبادت کا دن نہیں ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے عام تجلی فرمائے گا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے خاص تجلی فرمائے گا۔

امام دارقطنی اور خطیب رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں یہ آیت پڑھائی وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ اور فرمایا قسم بخدا! جب سے اللہ تعالیٰ نے اسے نازل فرمایا ہے میں نے اسے منسوخ نہیں کیا۔ وہ اپنے رب کی زیارت کریں گے۔ انہیں کھلایا پلایا جائے گا، وہ خوشبو لگائیں گے اور انہیں حلے پہنائے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اور ان کے درمیان سے حجاب اٹھادیا جائے گا، پھر وہ اس کا دیدار کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر التفات فرمائے گا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے لَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿۶۲﴾ (مریم)(2)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو مومنین اپنے رب کو دیکھیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ ہر جمعہ اپنے دیدار کا وعدہ کر رکھا ہے اور اہل ایمان عید الفطر اور قربانی کے دن بھی اس کا دیدار کریں گے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور ان کے ہاتھ میں سفید شیشے کی مانند کوئی شے تھی۔ اس کے درمیان میں سیاہ نقطے کی مثل کوئی شے تھی۔ میں نے کہا: اے جبرائیل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ جمعہ کا دن ہے آپ کا رب آپ کو دیدار سے مشرف فرمائے گا۔ تاکہ یہ دن آپ کے لیے اور آپ کے بعد آپ کی امت کے لیے عید بن جائے۔ پھر میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ سیاہ نقطہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: یہ قیامت ہے جو اسی جمعہ کے دن قائم ہوگی۔ یہ دن ایام دنیا کا سردار ہے اور ہم اسی دن جنت میں یوم المزید کی دعا مانگتے ہیں۔ میں نے کہا: اے جبرائیل! تم اس دن یوم المزید کی دعا کیوں مانگتے ہو؟ انہوں نے کہا: اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک وادی بنائی ہے جو سفید کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے۔ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو ہمارا رب اپنی شان کے مطابق کرسی پر اس وادی کی طرف نزول فرماتا ہے اور عرش کو سونے

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 345، دار صادر بیروت
2۔ تاریخ بغداد، جلد 3، صفحہ 200 (1244)، مکتبۃ العربیہ بغداد

marfat.com
Marfat.com

کے منبروں کے ساتھ گھیرا گیا ہے جو کہ جواہر سے مرصع چادروں سے مزین کیے گئے ہیں۔ اور وہ منبر نور کی کرسیوں کے ساتھ گھرے ہوئے ہیں۔ پھر وہ محلات کے باسیوں کو بلائے گا اور وہ آ جائیں گے اور گھٹنوں تک مشک کے ٹیلوں میں دھنس جائیں گے۔ وہ سونے چاندی کے کنگن پہنے ہوئے ہوں گے۔ ان کے کپڑے ریشم واطلس کے ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ اس وادی تک پہنچ جائیں گے۔ جب وہ اس میں اطمینان سے بیٹھ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر ایک ہوا بھیجے گا جسے مثیرہ کہا جاتا ہے۔ تو ان کے مونہوں اور کپڑوں میں سفید کستوری کے چشمے پھوٹ پڑیں گے۔ وہ اس دن جرد مرد ہوں گے۔ اور تنتیس برس کی عمر کے پستہ قد ہوں گے۔ اور ان میں سے کثیر تعداد کو پلنگوں اور تختوں پر بٹھایا جائے گا، حضرت آدم علیہ السلام کی اس دن کی صورت پر جس دن اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدا فرمایا تھا۔ پھر رب العزت رضوان کو بلائیں گے۔ یہ جنت کا خازن ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے رضوان! میرے اور میرے بندوں اور میرے ملاقاتیوں کے درمیان سے حجاب اٹھا دے۔ پس جونہی درمیان سے حجاب اٹھایا جائے گا اور وہ اس کے حسن مطلق کی چمک اور اس کے نور کو دیکھیں گے۔ تو وہ اس کے لیے سجدے میں گر جائیں گے۔ تو رب کریم آواز کے ساتھ انہیں ندا دے گا: اپنے سروں کو اٹھالو کیونکہ عبادت دنیا میں تھی۔ اور آج تم دار الجزاء میں ہو۔ تم جو چاہو مجھ سے مانگو۔ میں تمہارا وہ رب ہوں جس نے تمہارے ساتھ اپنے وعدے سچ کر دکھائے اور میں نے تم پر اپنی نعمتوں کی تکمیل فرمادی اور یہ میری عزت وکرامت کا محل ہے۔ پس تم مجھ سے مانگو جو تم چاہو۔ تو وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! کون سی وہ بھلائی ہے جو تو نے ہمارے ساتھ نہیں کی۔ کیا تو وہی نہیں ہے جس نے سکرات الموت کی حالت میں ہماری مدد فرمائی اور قبروں کی تاریکیوں میں ہم سے وحشت کو دور فرمایا۔ اور صور میں پھونکے جانے کے وقت ہمیں خوف اور گھبراہٹ سے محفوظ و مامون رکھا؟ کیا تو نے ہماری لغزشوں کو کم نہیں کر دیا۔ ہمارے قبیح اور برے افعال کو ڈھانپ دیا۔ ہمیں جہنم کے پل پر ثابت قدم رکھا؟ کیا تو وہی نہیں جس نے ہمیں اپنے جوار میں قریب کیا ہے اور اپنی گفتگو کی لذت سے ہماری کانوں کو لطف اندوز کیا ہے اور اپنی نورانی تجلیات سے ہمیں سعادت اندوز کیا ہے؟ پس کون سی بھلائی ہے جو تو نے ہمارے ساتھ نہیں کی؟ پس رب کریم لوٹ جائے گا اور پھر انہیں اپنی آواز قدرت سے ندا دے گا اور فرمائے گا: میں تمہارا وہ رب ہوں۔ میں نے تمہارے ساتھ اپنے وعدے کو پورا کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے۔ پس تم مجھ سے مانگو۔ تو وہ عرض کریں گے ہم تجھ سے تیری رضا کا سوال کرتے ہیں۔ تو رب کریم فرمائے گا: میری رضا تمہیں حاصل ہے۔ میں نے تمہاری لغزشوں اور غلطیوں کو کم کر دیا ہے، تمہارے قبیح امور پر پردہ ڈال دیا ہے، تمہیں اپنے جوار میں قریب کیا ہے اور اپنی لذت بھری گفتگو تمہیں سنوائی ہے۔ اور تمہارے لیے اپنی نورانی تجلیات کو ظاہر کیا ہے۔ پس یہ میری عزت وکرامت کا محل ہے۔ تم مجھ سے مانگو۔ پس وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کے مسائل ختم ہو جائیں گے۔ پھر رب کریم فرمائے گا تم مجھ سے سوال کرو۔ چنانچہ وہ اس سے سوال کرتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کی رغبت ختم ہو جائے گی۔ پھر رب کریم ارشاد فرمائے گا: تم مجھ سے سوال کرو۔ تو وہ عرض کریں گے: ہم اپنے رب سے راضی ہیں اور اپنے آپ کو اس کے سپرد کرتے ہیں۔ پس وہ انہیں اپنے مزید فضل وکرامت میں سے اور زیادہ عطا فرمائے گا اور جنت کی نعمتوں میں ایسا اضافہ فرمائے گا جنہیں نہ

marfat.com

Marfat.com

کسی آنکھ نے دیکھا، نہ اس کے بارے کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں اس کا تصور تک آیا۔ اور اسی طرح ہو گا۔ یہاں تک کہ ان کے متفرق ہونے کی مقدار جمعہ تک ہو گی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان! ان کے متفرق رہنے کی مقدار کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کی مقدار۔ فرمایا: ہمارے رب کا عرش علیون اٹھائیں گے اور ان کے ساتھ ملائکہ اور انبیاء بھی ہوں گے۔ پھر محلات کے مکینوں کو اجازت دے دی جائے گی اور وہ اپنے محلات کی طرف لوٹ جائیں گے اور وہ سبز زمرد کے دو محلوں میں ہوں گے اور جمعہ کے دن تک ان کا کسی شے کی طرف بھی اس سے زیادہ شوق نہیں ہو گا کہ وہ اپنے رب کی طرف دیکھیں گے اور وہ انہیں اپنے مزید فضل و کرامت سے نوازے گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نہیں ہو گا۔ (1)

امام عبد اللہ بن احمد نے زوائد المسند میں اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت لقیط بن عامر رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ وہ ایک وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کی طرف نکلا۔ اور ایک ساتھی جسے نہیک بن عاصم کہا جاتا ہے وہ بھی ساتھ تھا۔ لقیط کا بیان ہے میں اپنے ساتھی کے ہمراہ نکلا۔ یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت حاضر ہوئے جب کہ آپ صبح کی نماز سے فارغ ہوئے اور لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے۔ فرمایا: اے لوگو! سنو! میں چار دن سے تم سے اپنی آواز کو چھپائے ہوئے ہوں۔ یقیناً آج میں تمہیں سناؤں گا۔ سنو! کیا کوئی ایسا آدمی ہے جسے اس کی قوم نے بھیجا ہو؟ تو لوگوں نے کہا: آپ ہمارے لیے وہ مکمل طور پر جان لیجئے جو رسول اللہ ﷺ فرمائیں گے۔ شاید اسے اپنے دل کی بات یا اپنے ساتھی کی بات غافل کر رہی ہے۔ یا پھر گمراہی اسے غافل کر رہی ہے۔ خبردار سنو! مجھ سے پوچھا جائے گا: کیا میں نے پیغام حق پہنچا دیا ہے، خبردار! سنو تم زندہ رہو گے۔ خبردار! تم بیٹھ جاؤ۔ خبردار! بیٹھ جاؤ، راوی کا بیان ہے کہ لوگ بیٹھ گئے اور میں اور میرا ساتھی کھڑے رہے۔ یہاں تک کہ جب آپ ﷺ قلب و بصر سے ہمارے لیے فارغ ہو گئے۔ تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ کے پاس علم غیب میں سے کچھ ہے؟ تو آپ ﷺ مسکرا دیئے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اور ساتھ اپنا سر مبارک ہلا دیا اور جان لیا کہ میں ایک نوجوان ہوں۔ پھر فرمایا: تیرے رب نے پانچ غیوب کی چابیوں کو اپنے لیے خاص کیا ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ بھی کیا۔ میں نے عرض کی: وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: موت کا علم، تحقیق وہ جانتا ہے کہ تم میں سے کسی کی موت کب آئے گی اور تم اسے نہیں جانتے۔ اور اس کا علم رکھتا ہے جو کچھ کل ہو گا اور جو تو آنے والے کل کھائے گا۔ لیکن تو اسے نہیں جانتا ہے۔ بارش کے دن کا علم، بادل تم پر جھانکنے لگتے ہیں جب تم خوفزدہ ہو کر مایوس اور ناامید ہو جاتے ہو۔ پس وہ اپنی شان کے مطابق مسکرانے لگتا ہے۔ تحقیق وہ جانتا ہے کہ تمہارے سوا کوئی اس کے قریب ہے۔ لقیط نے کہا: میں نے کہا ہم ہرگز رب سے ناامید نہیں ہوں گے کہ وہ خیر اور یوم قیامت کے علم پر مسکراتا ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ہم وہ جانتے ہیں جو کچھ لوگ جانتے ہیں اور جو کچھ میرا ساتھی جانتا ہے۔

1۔ مجمع الزوائد، کتاب اہل الجنۃ، جلد 10، صفحہ 779 (18771) متفرقاً، دار الفکر بیروت

marfat.com

Marfat.com

بے شک ہم ایسے قبائل میں رہتے ہیں جن میں سے کوئی آدمی ہماری تصدیق نہیں کرے گا یعنی قبیلہ مذحج سے جو کہ ہمارے قریبی ہیں۔ اور خثعم سے جو کہ ہمارے دوست ہیں اور ہمارا وہ خاندان جس سے ہم خود متعلق ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ٹھہرے رہو گے جتنا تم ٹھہرے رہے پھر تمہارا نبی فوت ہو جائے گا۔ پھر تم زندہ باقی رہو گے جتنا باقی رہے۔ اور تیرے الٰہ کی قسم پھر ایک چیز بھیجی جائے گی جو کہ اس (زمین) کی پشت پر کوئی شے نہیں چھوڑے گی مگر وہ مر جائے گی اور وہ ملائکہ جو تیرے رب کے ساتھ ہیں۔ پس تیرا رب شہروں میں چکر لگائے گا اور شہر اپنے باسیوں سے خالی ہو جائیں گے (یعنی وہ سب مر جائیں گے) پھر تیرا رب عرش کے پاس سے بارش برسانے والا بادل بھیجے گا۔ اور تیرے الٰہ کی قسم! وہ اس کی پشت پر نہ کوئی مقتول کا گڑھا چھوڑے گی اور نہ کسی میت کا مدفن مگر زمین اس سے شق ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ وہ اسے سر کی جانب سے اٹھائے گی اور وہ سیدھا بیٹھ جائے گا۔ تیرا رب کہے گا: کیا حال ہے، کتنی دیر تک اس حال میں رہا؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! کل، آج (یعنی دو دن) زندگی کے ساتھ اپنے خصوصی لگاؤ کی وجہ سے وہ گمان کرے گا کہ اس کا اپنے اہل کے ساتھ زمانہ قریب ہی رہا ہے۔ تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہمیں کیسے جمع کرے گا حالانکہ ہوائیں، بلائیں اور درندے وغیرہ ہمیں پھاڑ دیں گے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تجھے اس قسم کی مثال سے آگاہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک زمین ہے۔ تو اس پر گیا اور وہ پرانی فاسد خراب ہو چکی تھی تو نے کہا: یہ کبھی زندہ (قابل کاشت) نہیں ہو گی۔ پھر تیرے رب نے اس پر بارش برسائی اور چند دن تو نے توقف کیا اور پھر وہاں گیا تو دیکھا وہ ایک چھوٹی نہر بنی ہوئی ہے۔ اور تیرے الٰہ کی قسم! وہ بالیقین زیادہ قدرت رکھتا ہے کہ وہ انہیں پانی سے جمع کر لے اور انہیں زمین کی نباتات سے بھی جمع کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ سو وہ قبروں سے نکلیں گے یا اپنے گرنے کی جگہوں سے پس وہ اس کی طرف دیکھیں گے اور وہ ان کی طرف دیکھے گا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیسے ہو سکے گا حالانکہ ہم زمین کو بھرے ہوئے ہوں گے اور وہ ایک شخص ہے۔ وہ ہماری طرف دیکھے گا اور وہ اس کی طرف دیکھیں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس کی مثال سے تجھے آگاہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے سورج اور چاند ہیں۔ یہ اس کی ایک چھوٹی سی علامت اور نشانی ہے۔ تم ان دونوں کو دیکھتے ہو۔ اور اسی ایک ساعت میں وہ دونوں تمہیں دیکھتے ہیں۔ اور تم انہیں دیکھتے ہو حالانکہ ان کی رویت میں تمہیں کوئی دشواری اور مشقت نہیں ہوتی۔ اور تیرے الٰہ کی قسم! یقیناً وہ اس پر زیادہ قدرت رکھتا ہے کہ وہ تمہیں دیکھے اور تم اسے دیکھو۔ یا تم ان دونوں کو دیکھتے ہو اور وہ تمہیں دیکھتے ہیں۔ اور ان کی رؤیت میں تمہیں کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا رب ہمارے ساتھ کیا کرے گا جب ہم اس سے ملیں گے؟ آپ نے فرمایا۔ تم ظاہراً اس پر پیش کیے جاؤ گے اور تمہارے سینے اس کے سامنے ہوں گے۔ تم میں سے کوئی بھی اس پر مخفی اور چھپا ہوا نہیں ہو گا پس تیرا رب اپنے دست قدرت میں پانی کا ایک چلو اٹھائے گا اور وہ تمہارے سامنے چھڑک دے گا اور تیرے الٰہ کی قسم! اس کا کوئی قطرہ کسی چہرے سے خطا نہیں جائے گا۔ پس رہا مسلمان! تو وہ اس کے چہرے کو مضبوط اور سفید کر دے گا اور وہ کافر کی ناک پر لگے گا اور اسے سیاہ کوئلے کی طرح کر دے گا۔ خبردار سنو! پھر تمہارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس پھریں گے اور ان کے نشانات قدم پر صالحین بھی

marfat.com
Marfat.com

لوٹ پڑیں گے۔ اور جہنم پر بچھائی گئی پل صراط پر سے گزریں گے۔ تو ان میں سے ایک کہے گا: کوئی حیلہ بنا دے۔ تیرا رب فرماتا ہے کہ وہ تمہیں پیاس کی صورت میں حوض الرسول پر مطلع فرمائے گا۔ قسم بخدا! تو اسے دیکھے گا تو سیراب ہو جائے گا۔ اور تیرے الٰہ کی قسم! تم میں سے کوئی بھی اپنا ہاتھ نہیں پھیلائے گا مگر اس پر ایسا خالص پانی پڑے گا جو نکوں، پیشاب اور اذیت کی آمیزش سے بالکل پاک ہوگا اور وہ سورج اور چاند کو روک لے گا اور تم ان میں سے کسی کو نہیں دیکھ سکو گے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم کیسے دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا: اسی طرح کی آنکھ کے ساتھ جیسی آج موجود ہے۔ اور وہ سورج طلوع ہونے سے پہلے ایسے دن میں ہوگا جو زمین کو روشن کر دے گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہماری نیکیوں اور ہماری برائیوں کی کیا جزا دی جائے گی؟ تو آپ نے فرمایا: ایک نیکی کا بدلہ اس جیسی دس نیکیوں کے ساتھ اور برائی کا بدلہ اس جیسی ایک برائی کے ساتھ ہوگا مگر یہ کہ تیرا رب معاف فرما دے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جنت کیا ہے اور جہنم کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے معبود کی قسم! جہنم کے سات دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک دروازے میں ایک گھڑسوار ستر سال تک چلتا رہے گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں سے ہم کس پر وارد ہوں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہد کی صاف شفاف نہروں پر اور شراب سے بھری ہوئی نہروں پر جس کے سبب نہ سر درد ہوگی اور نہ ہی کوئی شرمندگی اور نہ ہی ندامت اور دودھ کی نہروں پر جس کا ذائقہ متغیر نہیں ہوگا اور خالص میٹھے پانی پر اور دیگر پھلوں پر وارد ہوں گے۔ اور تیرے الٰہ کی قسم! جیسا کہ تم جانتے ہو نیکی کے ساتھ اس کی مثل ہوتی ہے اور پاکیزہ اور وہاں حسن و جمیل بیویاں ہوں گی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہمارے لیے ان میں بیویاں بھی ہوں گی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پاکیزہ اور صالحہ بیویاں صالحین کے لیے ہوں گی۔ تم ان سے اسی طرح لطف اندوز ہو گے جس طرح دنیا میں لذت حاصل کرتے ہو۔ اور وہ بھی تم سے لذت حاصل کریں گے مگر وہاں اولاد نہیں ہوگی۔ لقیط نے کہا: تو میں نے کہا: وہ انتہا کیا ہے جہاں پہنچیں گے اور وہاں رک جائیں گے؟ مزید عرض کی: کس پر میں آپ کی بیعت کروں؟ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک آگے بڑھایا اور فرمایا نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور شرک کو اس طرح زائل کرنے کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے سوا کسی غیر کو شریک نہیں ٹھہرائے گا۔ میں نے عرض کی: بے شک ہمارے لیے وہ ہے جو مشرق و مغرب کے درمیان ہے۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ پھر اپنی انگلیاں پھیلا دیں۔ اور یہ گمان کیا کہ میں کسی شے کی شرط لگانے والا ہوں اور آپ وہ عطا نہیں کریں گے۔ میں نے عرض کی: ہم جہاں چاہیں وہیں اتر پڑتے ہیں اور کوئی بھی اپنے نفس کے سوا کسی کے خلاف کوئی جرم نہیں کرتا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک بڑھایا اور فرمایا: یہ تیرے لیے مباح ہے کہ جہاں تو ہے وہاں پڑاؤ ڈال لے اور یہ تیرے نفس کے سوا کسی کے خلاف جرم نہیں ہوگا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ہم واپس لوٹ آئے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: تیرے الٰہ کی قسم! بے شک یہ دونوں آدمی دنیا اور آخرت میں لوگوں کی نسبت زیادہ متقی ہیں۔ تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: یہ کون ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنو منتفق اس کے اہل ہیں۔ پس ہم پھر آئے اور میں آپ کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! کیا کسی کے لیے اس خیر اور نیکی کا بدلہ بھی ہے جو نیکی انہوں نے

marfat.com

Marfat.com

اپنے دور جاہلیت میں کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قریش کی جماعت میں سے ایک آدمی نے کہا ہے: قسم بخدا! تیرا باپ منتفق جہنم میں ہے۔ اس نے کہا: جو کچھ آپ نے میرے باپ کے بارے عام لوگوں کے سامنے بات کی وہ سینے اور چہرے کے درمیان لگی۔ اور میں نے یہ ارادہ کیا کہ میں یہ کہوں: اور آپ کا باپ کہاں ہے یارسول اللہ! ﷺ۔ پھر میں نے کہا: یا رسول اللہ! ﷺ اور آپ کے اہل کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا اور میرے اہل اللہ تعالیٰ کی بقا اور دوام کی قسم! تو عامری یا قریشی مشرک کی قبر سے جس پر آئے تو اسے کہنا مجھے محمد ﷺ نے تیری طرف بھیجا ہے کہ جو برائیاں تو کرتا رہا ہے ان کے عوض میں تجھے بشارت دیتا ہوں کہ تجھے اپنے چہرے اور اپنے پیٹ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ میں نے کہا یارسول اللہ! ﷺ ان کے ساتھ کیا گیا جنہوں نے ایسا عمل کیا جس کے سوا وہ مزید اچھا نہیں کر سکتے تھے۔ حالانکہ وہ یہ گمان کرتے تھے کہ وہ مصلحین ہیں؟ آپ نے فرمایا: ایسا ہی ہے جیسا کہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر سات امتوں کے آخر میں ایک نبی بھیجا۔ پس جس نے اس کے نبی کی نافرمانی کی وہ ضالین اور گمراہوں میں سے ہوگا اور جس نے اس کے نبی کی اطاعت و پیروی کی وہ ہدایت پانے والوں میں سے ہوا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابوداؤد اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابورزین رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا ہم تمام اپنے رب کو قیامت کے دن علیحدہ علیحدہ دیکھیں گے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کی: اس کی علامت اور دلیل کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم تمام کے تمام چودھویں رات کو چاند علیحدہ علیحدہ نہیں دیکھتے؟ میں نے عرض کی: ہاں کیوں نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پس اللہ تعالیٰ اس سے عظیم تر ہے۔(2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے: جو سب سے اول اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیدار کرے گا وہ اندھا (نابینا) ہوگا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت موسیٰ بن صالح بن صباح رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اہل ولایت کو اللہ تعالیٰ کے پاس لایا جائے گا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے تین قسموں میں کھڑے ہوں گے۔ پھر صنف اول سے ایک آدمی لایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندے! تو نے کس لیے عمل کیا ہے؟ تو وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! تو نے جنت، اس کے درخت، اس کے پھل، اس کی نہریں اور حوریں اور اس کی دیگر نعمتیں تخلیق فرمائیں اور میں تیری اطاعت کرنے والوں کو اس میں شمار نہیں کر سکا۔ چنانچہ میں بھی اپنی راتوں کو جاگا اور اسی شوق میں اپنے دن کو بھی پیاسا رکھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندے تو نے جنت کے لیے عمل کیا ہے سو تو اس میں داخل ہو جا۔ اور میرے فضل میں سے جو تجھ پر ہوا وہ یہ ہے کہ میں نے تجھے آتش جہنم سے آزاد کر دیا۔ پس وہ اور اس کے ساتھی سب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ پھر دوسرے گروہ سے ایک آدمی لایا جائے گا۔ رب کریم اس سے پوچھے گا: میرے بندے تو

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الاہوال، جلد 4، صفحہ 605 (8683)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن ابوداؤد مع شرح، باب الرؤیۃ، جلد 4، صفحہ 375، دار الکتاب العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

نے کس لیے عمل کیا؟ تو وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! تو نے جہنم کو پیدا کیا اور اس کے طوق، اس کی بھڑکتی آگ، اس کی زہر اور اس کے کھولتے ہوئے پانی کو تخلیق فرمایا۔ اور میں تجھ سے عداوت رکھنے والوں اور گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کو اس میں شمار نہیں کر سکا۔ چنانچہ میں اپنی رات کو جاگتا رہا اور اس کے خوف سے اپنے دن کو پیاسا رکھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے تو نے جہنم کے خوف سے عمل کیا ہے۔ پس میں نے تجھے جہنم سے آزاد کر دیا اور تجھ پر میرا فضل یہ ہوا کہ میں نے تجھے اپنی جنت میں داخل کر دیا۔ پس وہ اور اس کے ساتھی سب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ پھر تیسرا گروہ سے ایک آدمی لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندے! تو کس لیے عمل کرتا رہا؟ تو وہ جواب دے گا: اے میرے رب! صرف تیری محبت کے لیے اور تیرے شوق کے لیے۔ تیری عزت کی قسم! صرف تیرے شوق اور تیری محبت میں میں اپنی راتوں کو جاگتا رہا اور میں نے اپنے دنوں کو پیاسا رکھا (یعنی روزے رکھتا رہا) تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندے! تو نے میرے (دیدار کے) شوق اور میری محبت کے لیے عمل کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کے لیے تجلی فرمائے گا۔ میرے بندے! تو نے میرے (دیدار کے) شوق اور میری محبت کے لیے عمل کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کے لیے تجلی فرمائے گا اور ارشاد فرمائے گا: میں یہ ہوں میرا دیدار کر لے۔ پھر فرمائے گا: تجھ پر میرا فضل یہ ہے کہ میں نے تجھے جہنم سے آزاد کر دیا ہے اور اپنی جنت کو تیرے لیے مباح کر دیا ہے۔ میں نے تیری اپنے ملائکہ سے ملاقات کرائی اور تجھے بذات خود سلام کی سعادت سے بہرہ ور فرمایا: پس وہ بھی اپنے ساتھیوں سمیت جنت میں داخل ہو جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاعمال والصفات میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ یہ دعائیں مانگا کرتے تھے ”اے اللہ! بوسیلہ اپنے علم غیب اور مخلوق پر قدرت کے جب تک تو میرے لیے زندہ رہنا باعث خیر جانتا ہے مجھے زندہ رکھ۔ اور جب میرے لیے وفات بہتر ہو تو مجھے موت عطا فرما دے۔ اے اللہ! میں تجھ سے غیب و شہادت کی حالت میں تیری خشیت کی التجاء کرتا ہوں اور میں غضب و رضا کی حالت میں حکمت و دانائی کے کلمہ کی درخواست کرتا ہوں اور میں تجھ سے فقر و غنا میں میانہ روی اختیار کرنے کا سوال کرتا ہوں۔ میں تجھ سے ایسی نعمت کی التجا کرتا ہوں جو ضائع نہ ہو اور ایسی آنکھوں کی ٹھنڈک اور راحت مانگتا ہوں جو کبھی منقطع نہ ہو۔ اور میں تجھ سے قضاء کے بعد رضا کا سوال کرتا ہوں اور موت کے بعد زندگی کی راحت و سکون کی التجاء کرتا ہوں۔ اور میں تجھ سے تیرے چہرۂ قدرت کے دیدار کی لذت کا سوال کرتا ہوں اور تیری ملاقات کے شوق کی درخواست کرتا ہوں۔ کسی تکلیف دہ شے کے نقصان پہنچائے بغیر اور بغیر گمراہ کن فتنہ کے۔ اے اللہ! تو ہمیں زینت ایمان سے مزین فرما اور ہمیں ہدایت یافتہ لوگوں کی ہدایت عطا فرما“۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک دعا سکھائی ہے اور حکم فرمایا ہے کہ وہ خود اور اس کے گھر والے ہر روز اسے مانگا کریں (اور رب کریم کی بارگاہ میں التجا کیا کریں جب تو صبح

1۔ سنن نسائی، باب الدعاء بعد الذکر، جلد 3، صفحہ 54، دار الریان القاہرہ

marfat.com

Marfat.com

کرے تو اس طرح کہا کرے "لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ وَمِنْكَ وَبِكَ وَإِلَيْكَ اللّٰهُمَّ مَاقُلْتُ مِنْ قَوْلٍ أَوْ حَلَفْتُ مِنْ حَلْفٍ أَوْ نَذَرْتُ مِنْ نَذْرٍ فَمَشِيئَتُكَ بَيْنَ يَدَيْ ذٰلِكَ مَاشِئْتَ كَانَ وَمَالَمْ تَشَأْلَمْ يَكُنْ، لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ، اَللّٰهُمَّ مَاصَلَّيْتُ مِنْ صَلَاةٍ فَعَلٰى مَنْ صَلَّيْتَ وَمَا لَعَنْتَ مِنْ لَعْنٍ فَعَلٰى مَنْ لَعَنْتَ- أَنْتَ وَلِيِّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَالْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ- أَسْأَلُكَ اللّٰهُمَّ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَاءِ، وَبَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَلَذَّةَ النَّظْرِ إِلٰى وَجْهِكَ، وَشَوْقًا إِلٰى لِقَائِكَ مِنْ غَيْرِ ضَرَّاءِ مُضِرَّةٍ وَلَا فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ أَعُوْذُ بِكَ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ أَوْ أَعْتَدِيَ أَوْ يُعْتَدٰى عَلَيَّ، أَوْ أَكْسِبَ خَطِيْئَةً أَوْ ذَنْبًا لَا تَغْفِرُهُ، اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، ذَاالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ فَإِنِّيْ أَعْهَدُ إِلَيْكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا، وَأُشْهِدُكَ وَكَفٰى بِكَ شَهِيْدًا إِنِّيْ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَكَ الْمُلْكُ، وَلَكَ الْحَمْدُ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ، وَأَشْهَدُ أَنَّ وَعْدَكَ حَقٌّ، وَلِقَاءَكَ حَقٌّ، وَالسَّاعَةَ آتِيَةٌ لَارَيْبَ فِيْهَا، وَأَنْتَ تَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ، وَأَشْهَدُ أَنَّكَ إِنْ تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ تَكِلْنِيْ إِلٰى وَهْنٍ وَعَوْرَةٍ وَذَنْبٍ وَخَطِيْئَةٍ وَإِنِّيْ لَا أَثِقُ إِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهُ،إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ، وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ (أَنْتَ) التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ"

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابوصالح رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ کا معنی ہے کہ بعض چہرے اس دن حسین ہوں گے۔ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ وہ اپنے رب کی جانب سے ثواب کا انتظار کر رہے ہوں گے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ثواب منتظر ہوں گے۔(2)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ مجھے وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ کا معنی بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: اس دن بعض چہرے پیشانی پر بل ڈالے ہوئے اور تیوری چڑھائے ہوئے ہوں گے۔ تو نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کی پہچان رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے عبید بن ازرق کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

صَبَّحْنَا تَمِيْمًا غَدَاةَ النِّسَارِ شَهْبَاءَ مَلْمُوْمَةً بَاسِرَةً

"ہم نے تمیم کو گدھوں کا کھانا، قحط زدہ، ملامت زدہ اور تیوری چڑھانے اور منہ بسورنے والا کر دیا"۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بَاسِرَةٌ ﴿۲۴﴾ کا معنی تیوری چڑھانا ہے۔ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿۲۵﴾ وہ گمان کرنے لگتے ہیں کہ ان کے ساتھ انتہائی برا سلوک کیا جائے گا۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 229، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 230

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے اس دن بعض چہرے دانت نکالے ہوئے ہوں گے اور گمان کریں گے کہ ان کے ساتھ انتہائی وحشت ناک سلوک کیا جائے گا۔(1)

كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿٢٦﴾ وَ قِيْلَ مَنْ ٚ رَاقٍ ﴿٢٧﴾ وَّ ظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿٢٨﴾ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿٢٩﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمَسَاقُ ﴿٣٠﴾ فَلَا صَدَّقَ وَ لَا صَلّٰى ﴿٣١﴾ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى ﴿٣٢﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿٣٣﴾ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿٣٤﴾ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿٣٥﴾ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿٣٦﴾ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿٣٧﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿٣٨﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿٣٩﴾ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿٤٠﴾

"ہاں ہاں جب جان پہنچے گی ہنسلی تک۔ اور کہا جائے گا ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا۔ اور (مرنے والا) سمجھ لیتا ہے کہ جدائی کی گھڑی آ پہنچی۔ اور لپٹ جاتی ہے ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے۔ اس دن آپ کے رب کی طرف کوچ ہوتا ہے۔ (اتنی فہمائش کے باوجود) نہ اس نے تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی۔ بلکہ اس نے (حق کو) جھٹلایا اور اس سے منہ پھیر لیا۔ پھر گیا گھر کی طرف نخرے کرتا ہوا۔ تیری خرابی آ گئی اب آ گئی۔ پھر تیری خرابی آ گئی اب آ گئی۔ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ اسے مہمل چھوڑ دیا جائے گا۔ کیا وہ (ابتدا میں) منی کا ایک قطرہ نہ تھا جو (رحم مادر میں) ٹپکایا جاتا ہے۔ پھر اس سے وہ لوتھڑا بنا پھر اللہ نے اسے بنایا اور اعضاء درست کیے۔ پھر اس سے دو قسمیں بنائیں، مرد اور عورت۔ کیا وہ (ایسی قدرت والا) اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو پھر زندہ کر دے"۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ سے بیان کیا ہے کہ التَّرَاقِيَ ﴿٢٦﴾ کا معنی حلقوم ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مَنْ ٚ رَاقٍ ﴿١٠﴾ کا معنی ہے کون شفا دینے والا طبیب ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے اسی کے ضمن میں یہ قول ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اطباء تلاش کیے۔ لیکن انہوں نے اسے اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور فیصلے کے خلاف کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچایا۔ وَّ ظَنَّ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 230، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 371 (3418)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿۲۸﴾ فرمایا اسے یقین ہو جائے گا کہ یہ فراق اور جدائی کی گھڑی ہے۔ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ فرمایا: اس کی دونوں پنڈلیاں بے جان ہوگئیں اور وہ اسے اٹھا نہیں سکتیں، حالانکہ وہ انہیں پر بہت گھومتا پھرتا تھا۔ (1)

سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ رَاقٍ ﴿۲۷﴾ سے مراد طبیب ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی ہے کون دم کرنے والا ہے جو اسے دم کرے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ (3)

امام ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ مَنْ ٜ رَاقٍ ﴿۲۷﴾ کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی روح نکلتی آتی ہے یہاں تک کہ وہ اس کی ہنسلی تک پہنچ جاتی ہے تو اس وقت کہا جاتا ہے کون اس کی روح لے کر بلندی کی جانب چڑھے گا؟ ملائکہ رحمت یا ملائکہ عذاب۔ اور وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ کا معنی ہے کہ اس پر دنیا اور آخرت باہم مل گئیں۔ (4)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ملائکہ رحمت اور ملائکہ عذاب اس کے بارے میں جھگڑ پڑتے ہیں کہ ان میں سے کون اسے لے کر بلندی کی جانب چڑھتے گئے؟

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو الجوزاء رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ ملائکہ آپس میں ایک دوسرے کو کہتے ہیں کون اسے لے کر اوپر چڑھے گا کیا ملائکہ رحمت یا ملائکہ عذاب؟ (5)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ اس طرح قرأت کرتے تھے "وَايْقَنَ اَنَّهُ الْفِرَاقُ" (اور اسے یقین ہو جاتا ہے کہ یہ فراق کی گھڑی ہے) (6)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ ایام دنیا میں سے آخری دن اور ایام آخرت میں سے پہلا دن ہے۔ پس ایک شدت دوسری شدت کے ساتھ مل جاتی ہے۔ سوائے ان کے جن پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ (7)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ موت کے وقت امر دنیا امر آخرت کے ساتھ مل گیا۔ (8)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ساق آخرت ساق دنیا کے ساتھ مل گئی اور آپ نے شاعر کا یہ قول بھی ذکر کیا "وَقَامَتِ الْحَرْبُ بِنَا عَلٰى سَاقٍ" (ہمارے ساتھ جنگ ساق پر کھڑی ہوگئی یعنی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 35-32-231، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 231
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 33-232
5۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 232
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً
8۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 233

marfat.com

Marfat.com

پوری شدت اور تیزی کے ساتھ جنگ شروع ہوگئی)۔

عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ، حضرت ربیع، حضرت عطیہ اور حضرت ضحاک رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ساق سے مراد بلاء اور آزمائش ہے۔ یعنی ایک آزمائش دوسری آزمائش کے ساتھ مل گئی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بھی روایت کیا ہے کہ اس میں زندگی اور موت جمع ہوگئیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ موت کے قریب نزع کی حالت میں اس کی دونوں پنڈلیاں تلف ہوگئیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ موت کے وقت اس کی دونوں پنڈلیاں مل گئیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جب اس پر موت آتی ہے تو وہ اپنا ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے ساتھ مارتا ہے (یعنی دونوں ٹانگوں کو آپس میں جوڑ لیتا ہے)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ لوگ اس کے بدن کو تیار کرتے ہیں (یعنی اس کے کفن دفن کا سامان مہیا کرتے ہیں) اور فرشتے اس کی روح کو تیار کرتے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: وہ اس کی دونوں پنڈلیاں ہیں جب کہ وہ دونوں کفن میں جڑ جاتی ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: اِلٰی رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمَسَاقُ ﴿۳۰﴾ کہ آخرت میں آپ کے رب کی طرف ہی کوچ ہوتا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَلَا صَدَّقَ کہ اس نے کتاب اللہ کی تصدیق نہیں کی اور نہ نماز پڑھی وَلٰكِنْ كَذَّبَ بلکہ اس نے کتاب اللہ کو جھٹلایا۔ وَتَوَلّٰی ﴿۳۲﴾ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے منہ پھیر لیا۔ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰی اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰی ﴿۳۳﴾ پھر گھر کی طرف گیا نخرے (اور تکبر) کرتے ہوئے اور وہ ابو جہل بن ہشام ہے۔ یہ اس کی چال تھی۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کپڑے کے پلو کو پکڑا اور فرمایا اَوْلٰی لَكَ فَاَوْلٰی ﴿۳۴﴾ ثُمَّ اَوْلٰی لَكَ فَاَوْلٰی ﴿۳۵﴾ یعنی تیرے لیے وعید پر وعید ہے۔ تو اس نے کہا: میرے لیے تم اور تمہارا رب کچھ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور ان دو پہاڑوں کے درمیان بسنے والوں میں سب سے زیادہ عزت والا میں ہوں اور ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: بے شک ہر امت کے لیے ایک فرعون ہے اور اس امت کا فرعون ابو جہل ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ يَتَمَطّٰی ﴿۳۳﴾ کا معنی ہے اکڑنا، تکبر کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 233، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 371 (3416)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

ساتھ چلنا اور مراد ابوجہل ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے غرور اور نخرہ کرنا۔ یعنی وہ غرور اور تکبر کرتا ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے قول باری تعالیٰ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۴﴾ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا یہ کلمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کو اپنی جانب سے کہے تھے یا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا تھا؟ تو آپ نے جواباً فرمایا: بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے یہ کلمات اپنی جانب سے اسے کہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمائے۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾ کا معنی ہے کہ اسے مہمل چھوڑ دیا جائے گا (یعنی اس پر کوئی نگرانی اور پابندی نہیں ہوگی)(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اسے باطل چھوڑ دیا جائے گا نہ اسے کوئی حکم دیا جائے گا اور نہ اسے منع کیا جائے گا۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اسے مہمل چھوڑ دیا جائے گا اور آپ نے اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾ کے ضمن میں کہا کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ آیت پڑھتے۔ تو یہ کہا کرتے تھے۔ سبحانہ وبلی (ہاں کیوں نہیں وہ مردوں کو زندہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے اس کی ذات پاک ہے)(3)

امام عبد بن حمید اور ابن الانباری رحمہما اللہ نے المصاحف میں حضرت صالح بن خلیل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ آیت پڑھتے تھے تو فرماتے ''سُبْحَانَ رَبِّیْ وَبَلٰی''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ آیت پڑھی اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾ تو فرمایا ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبَلٰی''۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے حج کے بعد نماز پڑھی۔ تو آپ اکثر لَاۤ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ﴿۱﴾ کی قرأت کرتے۔ اور جب آپ یہ پڑھتے اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾ تو میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''بَلٰی وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ'' (ہاں اور میں اس پر شہادت دینے والوں میں سے ہوں)

امام عبد بن حمید، ابوداؤد اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت موسیٰ بن ابی عائشہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کوئی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 338، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 72-371 (18-3415)، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

آدمی اپنے گھر کے اوپر نماز پڑھ رہا تھا۔ جب اس نے مذکورہ آیت پڑھی: تو اس نے کہا۔ ''سُبْحَانَكَ فَبَلٰی'' تو لوگوں نے اس سے اس کے بارے پوچھا۔ تو اس نے کہا: میں نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔(1)

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو یہ پڑھے وَالتِّيْنِ وَ الزَّيْتُوْنِ ۙ وَ طُوْرِ سِيْنِيْنَ ۙ وَ هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۙ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْۤ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۙ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ؕ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۠ (التین) تو اسے یہ کہنا چاہیے۔ ''بَلٰی، وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ'' اور جو لَاۤ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ آخر تک پڑھے: اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يُّحْیِۦَ الْمَوْتٰى ؕ تو اسے کہنا چاہیے: ''بَلٰی'' اور جو سورۃ وَ الْمُرْسَلٰتِ پڑھتے پڑھتے اس آیت پر پہنچے۔ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ (المرسلات:50) تو اسے کہنا چاہیے ''اٰمَنَّا بِاللّٰهِ''

امام ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تو لَاۤ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ پڑھے اور اس آیت پر پہنچے: اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يُّحْیِۦَ الْمَوْتٰى ؕ تو تو کہے: ''بلٰی''

امام ابن ابی حاتم اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے۔ جب تو سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى (الاعلیٰ:1) پڑھے تو کہہ ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی'' اور جب اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يُّحْیِۦَ الْمَوْتٰى ؕ تک پڑھے تو کہا کر ''سُبْحَانَكَ وَبَلٰی''

1۔ سنن ابوداؤد، باب الدعا فی الصلوٰۃ، جلد 1، صفحہ 330، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com